

طاہر القادری کی واپسی

پس پردہ حقائق اور عزائم



قاری عبد الجبار

انصار اللہ

بسم الله الرحمن الرحيم

طاہر القادری کی واپسی... پس پردہ حقائق اور عزائم

مرتب کردہ: انصار اللہ اردو

معرکہء خیر و شر روز ازل سے جاری ہے اور اسی روز سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ شیطان اور اس کی معنوی و روحانی ذریت اہل ایمان کے مقابلے میں صف آراء ہے اور اس کی ہر دم یہ کوشش ہوتی ہے کہ ابن آدم کو نوز و فلاح کے راستے سے بھٹکا کر گمراہی و ضلالت کے راستے پر ڈال دیا جائے۔

اس کے لئے سب سے کارگر اور موثر ہتھیار یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کام کو ابن آدم کے ہمدرد اور دوست بن کر اور ان ہی جیسا روپ دھا کر اس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے سب سے سیدھی اور آسان مثال وہ واقعہ ہے جو کہ حضرت آدم علیہ السلام اور شیطان سے متعلق قرآن کریم میں بیان ہوا۔ جس میں شیطان لعین نے حضرت آدم و حوا علیہم السلام کو ان کا ہمدرد اور خیر خواہ ظاہر کر کے رب کی نافرمانی پر آمادہ کیا:

{وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ } (۱) فَوَسَّسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَتَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ (۲) وَقَاسَمَهُمَا إِيَّايَ لَكُمْ لَمِنَ النَّاصِحِينَ (۳) فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ وَأَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ (۴) { (سورة الاعراف: ۱۹ تا ۲۲)

”اور ہم نے آدم (سے کہا کہ) تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو سہو اور جہاں سے چاہو (اور جو چاہو) نوش جان کرو مگر اس درخت کے پاس نہ جاؤ ورنہ گنہگار ہو جاؤ گے۔ تو شیطان دونوں کو بہکانے لگا تا کہ ان کی ستر کی چیزیں جو ان سے پوشیدہ تھیں کھول دے اور کہنے لگا کہ تم کو تمہارے پروردگار نے اس درخت سے صرف اس لیے منع کیا ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ جیتے نہ رہو۔ اور ان سے قسم کھا کر کہا میں تو تمہارا خیر خواہ ہوں! غرض (مردودنے) دھوکہ دے کر ان کو (معصیت کی طرف) کھینچ ہی لیا جب انہوں نے اس درخت (کے پھل) کو کھا لیا تو ان کی ستر کی چیزیں کھل گئیں اور وہ بہشت کے (درختوں کے) پتے توڑ توڑ کر اپنے اوپر چپکانے لگے اور (ستر چھپانے لگے) تب ان کے پروردگار نے ان کو پکارا کہ

کیا میں نے تم کو اس درخت (کے پاس جانے) سے منع نہیں کیا تھا اور جتنا نہیں دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔“

پس یہی وہ شیطانی چال ہے جو کہ ہر دور میں بنی آدم کو گمراہی کے راستے پر ڈالنے کے لئے چلی گئی۔ فرعون جیسے جابر بادشاہ نے اپنی قوم کے سامنے ہمدردی اور خیر خواہی کا روپ دھارتے ہوئے کہا:

{ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ } (المؤمن: ۲۹)

”میں اسی راستے کی طرف تمہاری رہنمائی کرتا ہوں جو ٹھیک ہے۔“

اور پھر اس کی قوم اس کے دام فریب میں آہی گئی:

{ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَاطَّاعُوهُ } (الزخرف: ۵۴)

”اس نے اپنی قوم کو بہلایا پھسلا یا اور انہوں نے اس کی بات مان لی۔“

مگر درحقیقت وہ خود بھی برباد ہوا اور اپنی قوم کو بھی برباد کر گیا:

{ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ (۱) إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاتَّبَعُوا أَمْرَ فِرْعَوْنَ طَوَمًا أَكْثَرَ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ (۲) يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ ط وَبِئْسَ الْوَرْدُ الْمَوْرُودُ (۳) وَاتَّبَعُوا فِي هٰذِهِ لَعْنَةً وَيَوْمَ الرَّفْدِ الْمَرْفُودُ (۴) } (ہود: ۹۶ تا ۹۹)

”اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور دلیل روشن دے کر بھیجا۔ (یعنی) فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف۔ تو وہ فرعون ہی کے حکم پر چلے اور فرعون کا حکم درست نہیں تھا۔ وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے چلے گا اور ان کو دوزخ میں جاؤتارے گا اور جس مقام پر وہ اتارے جائیں گے وہ برا ہے۔ اور اس جہان میں بھی لعنت ان کے پیچھے لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی (پیچھے لگی رہے گی)۔ جو انعام ان کو ملا ہے برا ہے۔“

چنانچہ یہی وہ ہمدردانہ اور خیر خواہانہ شیطانی چال تھی جس نے پاپ جان پال کی صورت میں عیسائیت کو گمراہی کے عمیق گڑھے میں گرا دیا اور یہی روپ دھار کر عبد اللہ بن سبا ملعون نے اسلام کی عمارت کو گرانے کی ناکام کوشش کی۔ غرضیکہ ہر دور میں اس قسم کے شیطانی کردار دینی لبادہ اوڑھے قوم کے خیر خواہ بن کر سامنے آتے رہے۔

برصغیر پاک و ہند میں **سرسید احمد خاں**، **مرزا غلام احمد قادیانی** اور **غلام احمد پرویز** جیسے کردار اسلام کی جڑیں کھودنے اور لادینیت اور الحاد کے فروغ کے فرنگی ایجنڈے پر کار بند رہے اور ایسی شیطانی شخصیات کے ظہور کا سلسلہ تاحال جاری و ساری ہے۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی **”طاہر القادری کی واپسی“** ہے جو کہ چھ سالہ خود ساختہ پر تعیش جلاوطنی گزارنے کے بعد، کینیڈین شہریت کے سایہ میں اور عالمی طاغوت اکبر امریکہ کی ہدایت و حمایت سے سرفراز ہو کر دینی لبادہ اوڑھے عالمی سفیر امن اور تاریخ ساز رہنما کے روپ میں **”انقلاب“** اور **”تبدیلی“** کے کھوکھلے نعروں کے ساتھ عوام کو ایک بار پھر بیوقوف بنانے اور ان کو ملک پاکستان میں نافذ غلامانہ طاغوتی نظام پر راضی رکھنے اور نفاذ اسلام کے لئے دی گئیں قربانیوں کے نتائج کو تحلیل کرنے کے لئے واپس تشریف لائے ہیں۔

لہذا اس وقت یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ:

- ✓ طاہر القادری کس مقصد کے حصول کے لئے واپسی آئے ہیں...؟
- ✓ طاہر القادری معاشرے میں کیا تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں...؟
- ✓ طاہر القادری کس کا ایجنڈا پورا کرنے آرہے ہیں...؟
- ✓ طاہر القادری کونسا انقلاب لانا چاہتے ہیں...؟

ان تمام امور کو اگر ہم مروجہ سیاسی معیارات پر پرکھنے کے بجائے ہم طاہر القادری کے عقائد و نظریات کو مختصر اشرعی نقطہ نگاہ سے جان لیں تو یہ تمام امور خود بخود واضح ہو جائیں گے۔ چنانچہ ہم مختصر اچند نکات کی صورت میں اس موضوع کو سمجھ لیتے ہیں:

(۱) طاہر القادری کی نظر میں یہودی اور عیسائی کفار میں شامل نہیں:

مسلمانوں کے متفقہ عقائد میں یہ بات شامل ہے کہ جو شخص بھی رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتا اور آپ کی نبوت کا کسی بھی صورت انکاری ہو تو وہ شخص کافر ہے، چاہے وہ کسی بھی آسمانی کتب کا ماننے والا ہو جیسا کہ تورات و انجیل کے ماننے والے یہودی و نصرانی، اور جو شخص ایسے شخص کو کافر نہ سمجھے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

مگر طاہر القادری صاحب ایک نئے دین کی داغ بیل ڈالنے کے خواہاں ہیں جس کے تانے بانے دراصل ”وحدتِ ادیان“ کے باطل عقیدے سے جا کر ملتے ہیں اور یہود و نصاریٰ کی تو آخری کوشش ہی یہی ہے کہ مسلمانوں کو کسی طرح اس باطل عقیدے پر راضی کر لیا جائے اور ان کو اسے قبول کرنے پر مجبور کیا جائے۔ چنانچہ طاہر القادری صاحب ایک محفل میں یوں گویا ہوئے:

”پوری دنیا میں جو تقسیم کی جاتی ہے تو **Believers** اور **Non Believers** کی تقسیم کی جاتی ہے۔ Non Believers کو کفار کہتے ہیں علمی اصطلاح میں، اور Believers ان کو کہتے ہیں جو اللہ کی بھیجی ہوئی وحی پر، آسمانی کتابوں پر، پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں۔ مذہب ان کا کوئی بھی ہو۔ جب Believers اور Non Believers کی تقسیم ہوتی ہے تو یہودی عقیدے کے ماننے والے لوگ اور مسیحی برادری اور مسلمان یہ تین مذاہب Believer میں شمار ہوتے ہیں، یہ کفار میں شمار نہیں ہوتے۔“

http://www.tahirulpadri.com/audio/Tahirul_Padri_ka_bayan_Yahoodi_aur_Isaai_Beleivers_hai_MaazAllah.mp3

طاہر القادری صاحب گاہے بگاہے تمام کفریہ مذاہب کے پیشواؤں کو بلا کر مختلف عنوانات کے تحت تقریبات کا انعقاد کرتے رہتے ہیں۔



اسی طرح ایک اور محفل میں جس میں تمام کفریہ مذاہب کے پیشواؤں کو بلایا گیا تھا اس میں طاہر القادری یوں گویا ہوا:

”اللہ نام میں صرف مسلمانوں کے خدا کی خصوصیت نہیں۔ اللہ صرف God کا عربی ترجمہ ہے اور اپنے خدا کو جس نام سے جس طرح چاہے پکارو، ویسے پکارو جیسے تمہارے مذہب میں ہے۔“

چنانچہ اس موقع پر تمام کفار نے اپنے اپنے مذہب کے مطابق اپنے معبودوں کے نام لینا شروع کر دیئے اور طاہر القادری مانتک لے کر فرداً فرداً ہر ایک کے پاس جاتے رہے۔



http://www.tahirulpadri.com/audio/TAHIRUL_PADRI_promoting_Shirk_Shaykhul_Shaitan_Exposed.mp3

اسی طرح عیسائیوں کے سب سے بڑے تہوار ”کرسمس ڈے“ کے موقع پر اپنے ادارے کی جانب سے منعقدہ تقریب کے موقع پر جو خطاب کیا وہ اس طرح اخبارات کی زینت بنا:



”یہودی، مسلمان اور کر سچن ایمان والوں میں شامل ہوتے ہیں۔ جو کسی آسمانی کتاب پر ایمان نہیں رکھتے وہ کفار ہیں۔“ (روزنامہ خبریں، 3 جنوری 2006ء)

”دنیا میں تین بڑے مذاہب ہیں یہودی، عیسائی اور مسلمان اہل ایمان کی صف میں شامل ہیں۔“ (روزنامہ انصاف، 3 جنوری 2006ء)

چنانچہ اس باطل عقیدے کا رد اس حدیث سے ہو جاتا ہے جس کو امام مسلم نے یوں نقل کیا ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ فِي أُمَّةٍ يَهُودِيٍّ وَلَا نَصْرَانِيٍّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمَرْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَاتَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ)) (صحیح مسلم، ج ۱ ص ۳۶۵ رقم: ۲۱۸)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے! کہ اس امت کا جو شخص بھی، خواہ یہودی ہو یا نصرانی، میری بعثت کی خبر سن کر میری نبوت اور اس دین پر جو میں لے کر آیا ہوں، ایمان لائے بغیر مر جائے گا، وہ جہنمی ہے۔“

اسی طرح امام حاکم ایک روایت یوں نقل کرتے ہیں:

((عن ابن عباس رضي الله عنهما ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ما من أحد يسمع بي من هذه الأمة ، ولا يهودى ولا نصرانى ، ولا يؤمن بي إلا دخل النار ، فجعلت أقول : أين تصديقها في كتاب الله ؟ حتى وجدت هذه الآية { وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ قَالَتْ إِنَّهُ مَوْعِدُهُ } قال : الأحزاب الملل كلها۔ هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه)) (مستدرک الحاكم، ج ۷ ص ۲۲۸ رقم: ۳۲۶۷)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس امت کا جو بھی آدمی خواہ یہودی ہو یا نصرانی، میری بعثت کی خبر سن کر مجھ پر ایمان نہ لائے گا، وہ جہنم میں جائے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر دل میں کہنے لگا کہ قرآن کریم کی کون سی آیت سے اس کی تصدیق ہوتی ہے؟ تو آخر (سورۃ ہود کی ۷۱ نمبر) آیت میرے ذہن میں آئی: ”اور تمام فرقوں میں سے جو بھی اس کا منکر ہو اس کے آخری وعدے کی جگہ جہنم ہے“ پھر فرمایا: ”الاحزاب“ میں تمام مذاہب کے لوگ شامل ہیں۔“

درج بالا احادیث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اہل ایمان صرف وہ ہے جو کہ تمام آسمانی کتب اور انبیاء پر ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت کا اقرار بھی ہو ورنہ بصورت دیگر اس کا شمار کفار میں ہو گا اور وہ دائمی طور پر جہنم میں رہے گا۔

اس ضمن میں آخری بات یہ ہے کہ یہ حقیقت تسلیم شدہ ہے کہ باطل عقیدے کے کوئی پیرو نہیں ہوتے اور نہ اس کی کوئی بنیاد ہوتی ہے۔ یہی معاملہ طاہر القادری صاحب کے اس باطل عقیدے کا ہے کہ وہ ایک طرف یہودیوں اور نصرانیوں کو اہل ایمان میں شمار کرتے ہیں اور اس کے لئے ان کا معیار صرف ان یہودیوں اور نصرانیوں کا اپنی اپنی آسمانی کتب پر ایمان رکھنا ہے۔ جبکہ وہ مسلمانوں کے لئے اہل ایمان کی صف میں شامل رہنے کے لئے جو شرط عائد کرتے ہیں اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت و رسالت پر ایمان رکھنا لازم سمجھتے ہیں اور اس کا انکار کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ طاہر القادری نے مسیحی برادری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

”انہوں نے کہا اگر کوئی مسلمان تمام فرائض پر عمل پیرا ہو کر اگر یسوع مسیح کی نبوت پر اور رسالت کا انکار کر دے تو وہ کافر تصور ہوگا۔“ (روزنامہ خبریں، 3 جنوری 2006ء)

ذرا غور فرمائیے! کہ کوئی مسلمان اگر یسوع مسیح کی نبوت انکار کر دے تو وہ اہل ایمان کی صف میں سے نکل کر کافروں کی صف میں شامل ہو جائے گا (جو کہ اپنی جگہ درست بات ہے) مگر یہودی اور نصرانی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا انکار کرنے کے باوجود اہل ایمان کی صف میں شامل رہیں گے؟

لعنت ہے ایسے باطل عقیدے پر اور ایسی مردود سوچ و فکر رکھنے والے پر۔ جو شخص بھی یہ عقیدہ رکھے اور اس کا پرچار کرے اس کے کفر میں کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے۔ تو جو کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا مدعی ہو اس پر لازم ہے کہ وہ ایسا عقیدہ رکھنے والے شخص کی تلوار سے خبر لے!

طاہر القادری کی جانب سے کرسمس کی تقاریب کا اہتمام:

طاہر القادری صاحب نے ایک طرف یہود و نصاریٰ کو اہل ایمان کی صف میں شامل کیا بلکہ اُن کی خوشنودی و رضا کے حصول کے لئے اتنا آگے بڑھ گئے کہ اپنے ادارے منہاج القرآن کے تحت ”میری کرسمس ڈے“ منایا جانے لگا جس میں نہ صرف باقاعدہ عیسائی پادریوں کو مدعو کیا جاتا ہے بلکہ عیسائیوں کی طرح کرسمس کیک کاٹا جاتا ہے اور شمعیں روشن کی جاتی ہیں۔



3 جنوری 2006ء کو پاکستان کے تمام اخبارات میں یہ خبر تصاویر کے ساتھ نمایاں تھی کہ طاہر القادری صاحب عیسائی پادریوں کے ہمراہ کرسمس کیک کی شمعیں روشن کر رہے ہیں، کرسمس کیک کاٹ رہے ہیں اور عیسائی برادری میں تحفے بھی تقسیم کر رہے ہیں۔



یہاں تک کہ عیسائی اپنے ڈھول باجے بھی ساتھ لائے تھے جس کو انہوں نے مذہبی عقیدت کے ساتھ بجایا جس طاہر القادری صاحب کے الفاظ یہ تھے:

”انہوں نے وہاں موجود مسیحی ڈھول باجے کی دھنیں بجانے والوں کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ کی انگلیاں ماہرانہ انداز میں چلتی ہیں۔ میری خواہش ہے کہ آپ سنیوں کے محفل سماع میں آئیں اور قوالی میں شریک ہوں۔“ (روزنامہ انصاف، 3 جنوری 2006ء)

اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہ حکم بھی صادر فرمادیا کہ:

”منہاج القرآن کی مسجد عیسائیوں کے لئے کھلی رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں امن کے لئے قیام کے لئے نفرتیں ختم کرنا ہوں گی۔“ (روزنامہ ایکسپریس، 3 جنوری 2006ء)

”ڈاکٹر طاہر القادری نے کہا ہے کہ ادارہ کی مسجد مسلمانوں کے ساتھ عیسائی بھائیوں اور بہنوں کے لئے بھی ہر وقت کھلی ہے۔ وہ جب چاہے اپنے مذہب کے مطابق اس میں عبادت کر سکتے ہیں۔“

(روزنامہ جناح، 3 جنوری 2006ء)

یعنی اب مسلمانوں کی مساجد میں عیسائی ڈھول باجو کے ساتھ عبادت کریں گے اور اپنا ناقوس بھی مساجد میں بجائیں گے۔ العیاذ باللہ

چنانچہ جب طاہر القادری صاحب کی اس حرکت پر اعتراض کیا گیا اور سخت تنقید کی گئی تو ان کے ایک مرید ابو الاواب ہاشمی صاحب نے ”کرسمس کی تقاریب کا اہتمام اور ان میں شرکت“ کے تحت منہاج القرآن کی ویب سائٹ پر اس اعتراض کا جواب یوں دیا:

”اس ضمن میں سب سے پہلے یہ امر ذہن نشین رکھنا ضروری ہے اور اس میں کوئی دو آراء نہیں ہیں کہ کرسمس مسیحیوں کا مذہبی تہوار ہے۔ مسلمانوں کے لیے اسے مذہبی طور پر اپنانا جائز نہیں ہے۔ تحریک کے

مرکز یا بیرون ملک مراکز پر منعقد ہونے والی کرسمس کی تقاریب کا انعقاد قطعی طور پر مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ مسیحی مذہب کے پیروکاروں کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس میں شرکاء کی کثیر تعداد مسیحی افراد کی ہی ہوتی ہے اور تحریک منہاج القرآن کے سربراہ و قائد جذبہ خیر سگالی کے اظہار کے لیے ایسی تقاریب میں شریک ہوتے ہیں۔ کرسمس کو اسلامی تہوار کے طور پر منایا جاتا ہے نہ کہ اس کا اہتمام مسلمانوں کے لئے کیا جاتا ہے۔ لہذا یہ الزام کلیتاً بے بنیاد ہے کہ کرسمس کی تقریب کے منہاج القرآن کے کسی مرکز پر انعقاد کا مقصد مسلمانوں میں اس تہوار کو عام کرنا یا نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرنا ہے۔“

<http://www.minhaj.com.pk/ur/261>

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب کرسمس ڈے مسلمانوں کا تہوار نہیں اور مسلمانوں کی اس میں شرکت بھی جائز نہیں تو پھر اس تہوار کا اپنے ادارے کے تحت انعقاد کرنا کیسے جائز ہو گیا؟ اور جب عام مسلمانوں کی اس میں شرکت جائز نہیں تو طاہر القادری صاحب کو وہ استثنا کس وحی کے تحت مل گئی کہ ان کے لئے اس میں شرکت جائز ہو گئی۔

جہاں تک سوال ہے ”جذبہ خیر سگالی“ کا تو کیا ایسا کوئی ثبوت ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین کے دور میں ملتا ہے کہ انہوں نے ”جذبہ خیر سگالی“ کے تحت کفار کے تہواروں میں شرکت کی ہو بلکہ اس کا اپنی طرف سے انعقاد بھی کیا ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو کفار کے اس قسم کے تہواروں سے دور رہنے کا صریح حکم دیا گیا ہے اور ان میں کسی بھی طرح کی شرکت کو کفر و شرک سے تعبیر کیا گیا ہے۔

سلف و خلف کے فقہاء اور علمائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کسی قوم کے مذہبی تہواروں کی تعظیم اور تقریبات کا انعقاد شعوری طور پر کیا جائے تو یہ کفر ہے اور اس فعل سے انسان اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

((حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ الصَّخَالِ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ
يُنْحَرِ إِبِلًا بِوَانَةٍ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي نَذَرْتُ أَنَّهُ أَنْحَرِ إِبِلًا بِوَانَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَأَبٍ فِيهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ قَالُوا لَا قَالَ هَلْ كَأَبٍ فِيهَا
عِيدٌ مِنْ أَغْيَادِهِمْ قَالُوا لَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْفِ بِنَذْرِكَ فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرِ فِي
مَعْصِيَةِ اللَّهِ وَلَا فِيهِمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ)) (سنن ابی داود، ج: ۹، ص: ۱۴۰، رقم: ۲۸۸۱)

”حضرت ثابت بن ضحاک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے یہ نذرمانی کہ وہ مقام بوانہ میں ایک اونٹ ذبح کرے گا۔ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے بوانہ میں ایک اونٹ ذبح کرنے کی نذرمانی ہے۔ آپ نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ کیا بوانہ میں زمانہ جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت تھا جس کی وہاں پوجا کی جاتی تھی؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں پھر آپ ﷺ نے پوچھا کیا وہاں کفار کا کوئی میلہ لگتا تھا؟ عرض کیا نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تو اپنی نذر پوری کر کیونکہ گناہ میں نذر کا پورا کرنا جائز نہیں ہے اور اس چیز میں نذر لازم نہیں آتی جس میں انسان کا کوئی اختیار نہ ہو۔“

اس حدیث کی روشنی میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”جب جاہلی میلوں اور عبادت گاہوں پر کسی عقیدت مند انہ حاضری کو منع کر دیا گیا تو خود جاہلی عیدوں میں شرکت بدرجہ اولیٰ ممنوع ہو گئی۔“

چنانچہ سورۃ الفرقان کی آیت نمبر 72:

{وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ}

”رحمان کے بندے جھوٹ پر گواہ نہیں ہوتے۔“ کی تفسیر میں ”الزور“ کو بعض تابعین نے غیر مسلموں کی مذہبی تقریبات کو مراد لیا ہے۔

طاہر القادری کی واپسی... پس پردہ حقائق اور عزائم

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”الزور سے مراد عیسائیوں کی عید شعانین مراد ہے۔“

امام مجاہد رحمہ اللہ اور ربیع بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(هو اعياد المشركين)

”یہ مشرکوں کی عید کو کہتے ہیں۔“

قاضی ابویعلیٰ اور امام ضحاک رحمہما اللہ سے بھی یہی رائے منقول ہے۔

فقہائے مالکی سے یہ قول بھی منقول ہے:

”جو مشرکین کے کسی تہوار میں خربوزے کو خاص طرح سے کاٹتا ہے (جیسے آجکل کر سمس کا کیک) تو گویا وہ خنزیر ذبح کرتا ہے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ:

((اجتنبوا اعداء الله في عيدهم))

”اللہ کے دشمنوں کی عید سے بچو۔“

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((من بنى بارض المشركين وصنع ينروزهم ومهرجائهم وتشبه بهم حتى يموت، حشر معهم يوم القيامة))

”جو مشرکین کے درمیان رہتا ہے اور ان کی عید نوروز اور تہوار مناتا ہے اور ان کی صورت اختیار کرتا ہے اور اسی حال میں مر جاتا ہے تو قیامت کے دن ان ہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔“

(دیکھئے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب ”اقتضاء الصراط المستقیم“)

طاہر القادری صاحب کیا آپ قیامت کے دن یہود و نصاریٰ کے ساتھ اٹھنا چاہتے ہیں؟؟

مساجد کو گر جاگھروں میں تبدیل کرنے کا پروگرام:

طاہر القادری صاحب کرسمس ڈے پر عیسائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”منہاج القرآن کی مسجد عیسائیوں کے لئے کھلی رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں امن کے قیام کے لئے نفرتیں ختم کرنا ہوں گی۔“
(روزنامہ ایکسپریس، 3 جنوری 2006ء)

”ڈاکٹر طاہر القادری نے کہا ہے کہ ادارہ کی مسجد مسلمانوں کے ساتھ عیسائی بھائیوں اور بہنوں کے لئے بھی ہر وقت کھلی ہے۔ وہ جب چاہے اپنے مذہب کے مطابق اس میں عبادت کر سکتے ہیں۔“

(روزنامہ جناح، 3 جنوری 2006ء)

اور اس کے لئے دلیل ۹ھ میں نجران کی عیسائی وفد کی آمد کے موقع ان کو مسجد نبوی میں ٹہرانے اور اس دوران پیش آمدہ واقعہ سے یہ مردود استدلال کرنے کی کوشش کی جاتی ہے مسلمانوں کی مساجد میں اہل کتاب یعنی یہودیوں اور نصاریوں کو اپنے طریقے کے مطابق عبادت کرنے کی ہر وقت کھلی اجازت ہے۔ لہذا اس مقصد کے لئے طاہر القادری صاحب نے عیسائیوں کو باقاعدہ دعوت دی کہ وہ ہماری مساجد میں آکر اپنے طریقے کے مطابق عبادت کیا کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام چونکہ مسجد نبوی میں ہی زیادہ ہوا کرتا تھا لہذا جو بھی وفد آتے وہ آپ سے مسجد نبوی میں آپ سے ملاقات کرتے۔ چنانچہ جب اہل نجران کا وفد آیا تو آپ سے

تفصیلاً بات کرنے کے لئے مسجد نبوی میں ٹھہرا۔ اس دوران ایک دفعہ آپ نماز سے فارغ ہو کر واپس آئے تو وہ اپنے مذہبی طریقے کے مطابق نماز پڑھنے لگے جس پر صحابہ نے ان کو منع کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عارضی طور پر اُس وقت ان سے درگزر کرنے کا حکم دیا۔

لیکن اس سے کہیں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں ان کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی خصوصاً تلقین کی ہو یا ان کو اس بات کی باقاعدہ طور پر دعوت دی ہو اور نہ ہی ہمارے اسلاف نے اس واقعہ سے مسلمانوں کی مساجد میں اہل کتاب کو باقاعدہ طور پر عبادت کی دعوت دینے کا حکم اخذ کیا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بعد میں جب ۹ھ میں قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی کہ:

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَءُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا} (التوبة: ۲۸)

”اے ایمان والو! بے شک مشرک بالکل ناپاک ہیں۔ وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں۔“

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم جاری فرمایا:

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ مَسْجِدَنَا هَذَا مُشْرِكٌ بَعْدَ عَامِنَا هَذَا غَيْرَ أَهْلِ الْكِتَابِ وَحَدَمِهِمْ

(مسند احمد، ج ۲۹ ص ۱۷۱ رقم: ۱۴۱۲۲)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس سال کے بعد کوئی مشرک ہماری مسجدوں میں داخل نہ ہو سوائے اہل کتاب اور ان کے خادموں کے۔“

محدثین کے نزدیک اس حدیث میں اہل کتاب سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو کہ ذمی ہوں جیسا اس بات کی وضاحت مسند احمد کی ایک اور حدیث سے یوں ملتی ہے:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ مَسْجِدَنَا هَذَا بَعْدَ غَاوِنَا هَذَا مُشْرِكٌ إِلَّا أَهْلُ الْعَهْدِ وَخَدَمُهُمْ

(مسند احمد، ج ۳۰ ص ۲۳۶ رقم: ۱۴۶۸۶)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک ہماری مسجدوں میں داخل نہ ہو سوائے ذمیوں اور ان کے غلاموں کے۔“

چنانچہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں سورۃ توبہ کی درج بالا آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:

كتب عمر بن عبد العزيز، رضي الله عنه: أُنْ أَمْنَعُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ دُخُولِ مَسَاجِدِ الْمُسْلِمِينَ، وَأَتَّبَعَ نَهْيَهُ قَوْلُ اللَّهِ: { إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ } (تفسير ابن كثير، ج ۴ ص ۱۳۱)

”حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے اپنے دور خلافت میں یہود و نصاریٰ کو بھی مسلمانوں کی مسجدوں میں داخلے سے ممانعت کا حکم جاری فرمایا تھا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بسبب ”مشرکین نجس ہیں۔“

یہ تو ہے حکم مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے مسجد میں صرف داخل ہونے کا معاملہ میں۔ جہاں تک تعلق ہے ان کا مسلمانوں کی مساجد کو باقاعدہ اپنی عبادت کے لئے استعمال کرنا یا ان کو اس کے لئے دعوت دینا تو تمام فقہائے سلف صالحین کے نزدیک یہ کسی صورت جائز نہیں۔

طاہر القادری کی نظر میں شیعہ سنی بھائی بھائی:

طاہر القادری صاحب ایک مقام پر ”شیعہ سنی بھائی بھائی“ کے نعروں کی گونج میں پر جوش تقریر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”سنئے! اگر جوابات میں نے کہی، وہ سنیت ہے تو ایمان سے کہو کہ یہی شیعیت ہے یا نہیں؟ یہی شیعیت ہے! تو جھگڑا کس بات کا؟ تو پتا چلا جھگڑا سنی شیعہ میں نہیں ہے، جھگڑا خارجیت کا ہے۔ جھگڑا سنیت اور شیعیت میں نہیں، یہ تو دونوں کربلا میں ہیں اور خارجیت دمشق کے تخت پر ہے... لہذا میری تلقین ہے کہ آج کے بعد آپ کو اس طرح سے (ہاتھ ہاتھ ملا کر) رہنا ہے۔“

http://www.tahirulpadri.com/audio/Padri_Taqreer_Sunni_Shia_Bhai_Bhai_MaazAllah.mp3

سوال یہ ہے کہ طاہر القادری صاحب ”شیعہ سنی بھائی بھائی“ کا جو نعرہ لگوا رہے ہیں اس کی شرعاً کوئی حیثیت بھی ہے یا نہیں! یا طاہر القادری صاحب ایک عالمی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے یہ نعرہ لگوا رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ”شیعہ سنی بھائی بھائی“ کبھی بھی نہیں ہو سکتے بلکہ یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جیسے ایک نیام میں دو تلواریں اکھٹی نہیں ہو سکتی ایسی ہی ان رافضی شیعوں کا اہل السنۃ کا بھائی ہونا بعید القیاس ہے۔ کیونکہ یہ رافضی شیعہ جو عقائد رکھتے ہیں وہ انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے لئے کافی ہیں۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان باندھنا، ان کی اور دیگر صحابہ کرام بشمول حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم اجمعین کو کافر قرار دیتے ہوئے اہل جہنم میں شمار کرنا۔ پس اگر ان رافضی شیعوں کی حقیقت کو شرعی طور پر جان لیا جائے تو اس حقیقت کو سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی کہ طاہر القادری صاحب کس ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ العقیدۃ الواسطیہ میں درج ہے:

((المعروف ان الرافضة قبحهم الله يسبون الصحابة رضي الله عنهم ويلعنوهم وربما كفروهم أو كفروا بعضهم والغالبية منهم مع سبهم لكثير من الصحابة والخلفاء يغفلون في على رضي الله عنه واولاده ويعتقدون فيهم الالهية))

(شرح العقيدة الواسطية، ج: ۱، ص: ۲۵۳)

”معروف بات یہ ہے کہ روافض کو اللہ ہلاک کرے کیونکہ وہ صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں اور ان پر لعنت کرتے ہیں اور تمام صحابہ کرام کی تکفیر کرتے ہیں یا ان میں سے بعض کو کافر کہتے ہیں اور ان کی غالب

اکثریت صحابہ کرام کو اور خلفاء راشدین کو گالیاں دینے کے ساتھ ساتھ حضرت علیؓ اور ان کی اولاد کے بارے میں غلو کرتی ہے اور ان کے بارے میں خدا ہونے کا اعتقاد رکھتی ہے۔“

چنانچہ امام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ ان رافضی شیعوں کی یوں تعریف کرتے ہیں:

جس نے یہ کہا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما امام نہیں ہیں، تو وہ ”رافضی“ ہے۔ (السیر للذہبی فی ترجمۃ)

امام النحر شیخ محمد بن عیسیٰ کہتے ہیں:

”یہ لقب ہر اس شخص کے لیے استعمال کیا گیا ہے جس نے دین میں غلو کیا اور صحابہ کی شان میں طعن کو جائز قرار دیا۔“ (شرح مختصر خلیل)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے یوں منقول ہے:

((أخبرنا عبد الله بن احمد قال قلت لأبي من الرافضة قال الذي يشتم ويسب أبابكر وعمر رضي الله عنهما)) (السنة للخال، ج: ۳، ص: ۴۹۲ واسنادہ صحیح۔ السنة لعبد الله بن احمد، ج: ۲، ص: ۵۴۸)

”ہم کو خبر دی ابو عبد اللہ احمد بن حنبل نے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ ”رافضی“ کون ہیں، فرمایا وہ شخص جو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو برا کہے اور ان کو گالیاں دے۔“

چنانچہ یہی وہ گروہ ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال كنت ثمر النبی ﷺ وعنده علي فقال النبی ﷺ يا علي! سيكون في امتي قوم ينتحلون حب اهل البيت لهم نبي يسمون الرافضة قاتلوهم فانهم مشركون)) (رواه الطبرانی واسنادہ حسن بحوالہ مجمع الزوائد، ج: ۱۰، ص: ۲۲۔ السنة لابن أبي عاصم، ج: ۲، ص: ۴۷۶)

”حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی بھی تھے۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے علی! میری امت میں عنقریب ایسی قوم ہوگی جو اہل بیت سے محبت کا (جھوٹا) دعویٰ کرے گی، ان کے لئے ہلاکت ہے ان کو رافضہ کہا جائے گا تم ان سے قتال کرنا کیونکہ وہ مشرک ہوں گے۔“

((وعن فاطمة بنت محمد ﷺ قالت نظر النبي ﷺ الى علي فقال هذا في الجنة، وان من شيعته يعلمون (وفي رواية يلفظون) الاسلام ثم يرفضونه، لهم نبيسمون (وفي رواية يشهدون) الرافضة من لقيهم فليقتلهم فافهم مشركون)) (مسند ابی یعلیٰ ۱۳، ۴۹۱، رقم: ۶۶۰۵۔ راوہ الطبرانی ورجاله ثقات بحوالہ مجمع الزوائد، ج: ۱۰، ص: ۲۲)

”حضرت فاطمہ بنت محمد ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کی طرف دیکھا پھر فرمایا کہ یہ جنت میں ہوگا اور اس کے گروہ میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو اسلام کو جاننے کے بعد اس کو جھٹلا دیں گے، ان کے لئے ہلاکت ہے، ان کو رافضہ کے نام سے جانا جائے گا، جب تمہارا ان سے سامنا ہو تو ان سے قتال کرنا کیونکہ وہ مشرک ہیں۔“

((عن علي بن أبي طالب قال قال رسول الله ﷺ، يا علي! انك من اهل الجنة وانه يخرج في امتي قوم ينتحلون شيعتنا ليسوا من شيعتنا لهم الرافضة وآيتهم انهم يشتمون أبابكر وعمر اينما لقيتهم فاقتلهم فافهم مشركون)) (السنن الواردة في الفتن، ج: ۳، ص: ۶۱۶، رقم الحديث: ۲۷۹۔ الفردوس بمأثور الخطاب، ج: ۵، ص: ۳۱۶)

”حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تم اہل جنت میں سے ہو اور میری امت میں سے ایسی قوم نکلے گی جو اپنے آپ کو ہماری اولاد سے منسوب کریں گے اور وہ ہماری اولاد میں سے نہیں ہوں گے، ان کے لئے برائی ہے، ان کو رافضہ کہا جائے گا اور ان کی علامت یہ ہے کہ

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو گالی دیں گے وہ جہاں کہیں بھی تم کو ملیں تم ان کو قتل کرو کیونکہ وہ مشرک ہیں۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد امام عامر الشعمی رحمہ اللہ اس گروہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”میں تمہیں گمراہ اور خواہش پرستوں سے ڈراتا ہوں اور ان میں شریر ترین ”رافضہ“ ہیں۔“

(السنة للخلال، ج: ۳، ص: ۲۹۸)

جو کوئی ان واضح دلائل کے بعد بھی اس بات کا قائل ہو کہ ”شیعہ سنی بھائی بھائی“ ہیں تو اس کے عزائم کا خود بخود اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

طاہر القادری کی خود فریبی:

طاہر القادری صاحب کی ذات سے ہر روز ایک نیا فتنہ اور فساد کھڑا ہوتا ہے۔ طاہر القادری صاحب کو اور ان کے مریدوں کو اللہ ہی جانے ان کی شخصیت کے بارے میں کیا غلط فہمی ہو گئی ہے کہ وہ ان کے آگے معاذ اللہ سجدہ کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے ہیں اور اس فعل پر طاہر القادری صاحب کو کوئی اعتراض بھی نہیں ہوتا۔ ایسا ہی ایک واقعہ ایک قوالی کی محفل میں پیش آیا جس کی وجہ سے طاہر القادری صاحب پر کڑی تنقید کی گئی۔ گو کہ اس واقعہ یوں کہہ کر ٹالنے کی کوشش کی گئی کہ ان کے مرید ان کو سجدہ نہیں کر رہے تھے بلکہ ان کے پیر چوم رہے تھے۔



لیکن جس قوالی پر ان کے مرید سجدہ کر رہے تھے یا ان کے بقول پیر چوم رہے تھے، اس کے الفاظ غور کیا جائے تو خود بخود یہ بات واضح ہو جائے گی کہ آیا وہ پیر چومے جارہے تھے یا سجدے کئے جارہے تھے۔ اس دوران قوال ایک جملہ بار بار دہرائے جارہا تھا کہ:

”اے جلوہ جاناں!... جس جاہ نظر آتے ہو... سجدے وہیں کرتا ہوں۔“

<http://youtu.be/T30kO8PVsKM>

طاہر القادری کی واپسی... پس پردہ حقائق اور عزائم

باقی دلوں کے حال سے تو اللہ بخوبی واقف ہے۔

احکام شریعت کی پابندی سے آزاد شخصیت:

طاہر القادری صاحب نہ صرف ایک طرف خود فریبی کا شکار ہیں بلکہ شیطان نے ان کو ایسے دھوکے میں ڈال دیا ہے کہ وہ خود کو احکام شریعت کے پابندی سے بھی آزاد سمجھنے لگے ہیں۔ جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ کر سمس تقریبات میں شرکت کو اپنے لئے جائز سمجھنے کے ضمن میں کر آئے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے شرعی امور ہیں جن سے طاہر القادری اپنے آپ کو آزاد سمجھتے ہیں، مثلاً عورتوں کے ساتھ بے پردہ اختلاط کرنا، ان سے مصافحہ کرنا اور ان کی مشابہت اختیار کرنا وغیرہ۔





اسی طرح ”نعت خوانی“ کے نام پر ایسی تقریبات کا منعقد کرنا جس کھلے عام مختلف انداز میں لوگوں کو رقص
پر ”وجد“ کے نام پر ابھارنا بھی شامل ہے۔

<http://youtu.be/hMiM6OEoni0>

طاہر القادری کی نظر میں امریکہ اور دیگر یورپی ممالک ”دار الامن“ ہیں:

طاہر القادری صاحب کس کے ایجنڈے پر کاربند ہیں اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ عالمی طاغوت اکبر امریکہ اور دیگر یورپی ممالک کو شرعی طور پر ”دار الامن“ قرار دیتے ہیں اور اس کے لئے صرف دلیل یہ دیتے ہیں کہ یہاں مسلمانوں کو چند عبادات کی اور ذاتی زندگی میں چند احکامات پر عمل کی اجازت ہے۔ اس کے لئے وہ سلف و صالحین کے فتاویٰ و اقوال کو بڑی خوبصورتی سے توڑ مروڑ کر اور ان کے محل و وقوع سے ہٹا کر پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ امریکہ و یورپی ممالک کو ”دار الحرب“ قرار دینے والوں کی مذمت کرتے ہوئے ”دار الحرب“ کو صرف اس بات سے مشروط کرتے ہیں کہ ”وہاں مسلمان اور ذمی مامون نہ رہیں“۔ باقی ان کی نگاہ میں ”دار الکفر“ صرف ایک حکم شرعی کی پر عمل کی اجازت سے وہ ”دار الکفر“ نہیں رہتا۔ چاہے باقی قانون شرعیہ کی دھجیاں بکھیر دی جائیں اور شرعی قوانین کے بجائے کفریہ قوانین ہی کیوں نہ نافذ ہوں، اس سے ان کی نظر میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

<http://youtu.be/ZVRMTSVA1tM>

چنانچہ ہم اس کی مزید تفصیل میں جانے کے بجائے شرعی و اصطلاح معنوں میں ”دار الاسلام، دار الحرب، دار الامن“ کی تعریف سمجھ لیتے ہیں تاکہ اصل حقیقت سامنے آجائے۔

دار الاسلام کی تعریف:

فقہاء نے باتفاق کسی بھی علاقے کو دار الاسلام قرار دینے کے لئے دو شرطیں ہی بیان کی ہیں:

(۱) حاکم کا مسلمان ہونا۔ (۲) احکام اسلامی کا اجراء

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

وبمجرد الفتح قبل اجراء احکام الاسلام لاتصیر دار لاسلام

(مبسوط سرخسی، ص ۳۲، ج ۱۰)

”صرف فتح کے بعد احکام اسلام کے اجراء کے بغیر دار الحرب، دار الاسلام میں تبدیل نہیں ہوتا۔“

وكذلك لو فتح المسلمون أرضاً من ارض العدو حتى صارت في ايديهم وهرب اهلها عنها۔ لانها صارت دار الاسلام بظهور احكام الاسلام فيها۔

(شرح السیر الکبیر؛ ج: ۲، ص: ۱۸۵)

”اسی طرح اگر مسلمان دشمنوں کی کوئی زمین فتح کر لیں یہاں تک کہ وہ مسلمانوں کے ماتحت ہو جائے اور اس کے رہنے والے بھاگ جائیں (یعنی مغلوب ہو جائیں) تو یہ علاقہ احکام اسلام کے ظاہر ہونے سے دار الاسلام قرار پائے گا۔“

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء احكام اهل الاسلام فيها

(فتاویٰ ابن عابدین شامی - ص ۱۷۵، ج ۳)

”اور دار الحرب میں اہل اسلام کے احکامات جاری ہونے سے وہ دار الاسلام میں تبدیل ہو جاتا ہے۔“

امام علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”بدائع الصنائع“ میں فرماتے ہیں:

لا خلاف بین اصحابنا فی ان دار الکفر تصیر دار الاسلام لظهور احكام الاسلام فيها

(بدائع الصنائع - ص ۱۳۰، ج ۷)

”ہمارے علماء میں اس بات کا کسی میں اختلاف نہیں ہے کہ دار الکفر، دار الاسلام میں تبدیل ہوتا ہے اس میں اسلامی احکام ظاہر ہونے سے۔“

صارت الدار دار الاسلام بظہور احکام الاسلام فیہا من غیر شریطة اخرى

(بدائع الصنائع - ص ۱۳۱، ج ۴)

”دار الکفر، دار الاسلام میں تبدیل ہوتا ہے اس میں اسلامی احکام جاری ہونے سے دوسری کسی شرط کے بغیر۔“

دار الحرب کی تعریف:

جس طرح دار الحرب کا کوئی بھی علاقہ اس وقت تک دار الاسلام قرار نہیں پاسکتا جب تک اس میں مکمل اسلامی احکام کا اجراء اور ظہور نہ ہو جائے۔ اسی طرح کوئی بھی علاقہ جو کہ دار الاسلام کا حصہ ہو وہ اس وقت تک دار الحرب میں تبدیل نہیں ہوتا جب تک کہ اس میں کچھ نقائص پیدا نہ ہو جائیں۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی اپنی شہرہ آفاق کتاب ”رد المختار“ میں لکھتے ہیں:

((لا تصیر دار الاسلام دار الحرب الا بأمور ثلاثة باجراء احكام اهل الشرك وباتصالها بدار الحرب، وبان لا یبقی فیہا مسلم او ذمی امنابالامان الاول علی نفسه))

(فتاویٰ شامی، ص ۱۷۴، ج ۴)

”دار الاسلام دار الحرب میں تبدیل نہیں ہوتا مگر تین چیزوں کے پائے جانے سے:

(۱)... اہل شرک کے احکام جاری ہونے سے اور

(۲)... اس شہر کا دار الحرب سے متصل ہونے سے اور

(۳)... یہ کہ وہاں کوئی مسلمان یا ذمی اپنی ذات اور دین کے اعتبار سے امن اول سے مامون رہے۔“

یہاں اہل شرک سے اہل کفر مراد ہیں یعنی اہل کفر کے احکام علی الاعلان بلا روک ٹوک جاری ہوں، احکام اسلام وہاں جاری نہ ہوں اور دار الحرب سے متصل ہونے سے مراد یہ ہے کہ دونوں ”دار“ کے درمیان دار الاسلام کا کوئی اور علاقہ موجود نہ ہو اور امن اول سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کو اسلام کے سبب اور ذمی کو عہد ذمہ کی سبب کفار کے غلبے سے پہلے جو امن تھا، وہ امن کفار و مرتدین کے غلبہ کے بعد مسلمان اور ذمی دونوں کے لئے باقی نہ رہے۔ یہ رائے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ لیکن امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مذکورہ امور میں سے صرف ایک ہی امر سے دار الحرب بن جاتا ہے یعنی دار الاسلام میں صرف احکام کفر جاری ہونے سے وہ دار الحرب بن جاتا ہے اور یہی قول فقہ حنفی میں قرین قیاس ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

وقال ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ومحمد رحمۃ اللہ علیہ بشرط واحد لا غیر وهو اظہار احکام الکفر وهو القیاس۔ (فتاویٰ عالمگیری بحوالہ تالیفات رشیدیہ بعنوان ”فیصلۃ الاعلام فی دار الحرب ودار الاسلام“۔ ص: ۶۶۷)

”اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف ایک شرط محقق ہونے سے دار الحرب کا حکم کر دیا جائے گا اور وہ شرط یہ ہے کہ احکام کفر کو علی الاعلان جاری کر دیں اور قیاس (بھی فقہ حنفی کے نزدیک) اسی کا مقتضی ہے۔“

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت اس طرح فرمائی:

وعن ابی یوسف ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ اذا اظهروا احکام الشرک فیہا فقد صارت دارہم دار حرب، لأن البقعة انما تنسب الینا والیہم باعتبار القوة والغلبة، فکل مقضع ظہر فیہا حکم الشرک فالقوة فی ذلک الموضع للمشرکین فکانت دار حرب وکل موضع کان الظاہر فیہ حکم الاسلام فالقوة فیہ للمسلمین (مبسوط سرخسی، ج: ۱۲، ص: ۲۵۸۔ بدائع الصنائع۔ ص ۱۹۳، ج: ۷)

”امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اگر دارالاسلام کے کسی علاقہ میں (حکام) احکام شرک کا اظہار کر دیں (یعنی علی الاعلان نافذ کر دیں) تو ان کا دار، دارالحرب ہو گا۔ اس لیے کہ کوئی بھی علاقہ ہماری یا ان (کفار) کی جانب قوت اور غلبہ ہی کی بنیاد پر منسوب ہوتا ہے۔ جس جگہ احکام شرک نافذ ہو جائیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس جگہ مشرکین کو اقتدار اور قوت حاصل ہے، اس لحاظ سے وہ ”دار الحرب“ ہے۔ اس کے برعکس جس جگہ ”حکم“، اسلام کا ظاہر اور غالب ہو تو وہاں گویا مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہے (اور وہ دارالاسلام ہے)۔“

ان تمام حوالہ جات سے کہیں یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ فقہاء کرام نے کسی جگہ کو ”دارالحرب“ قرار دینے کے لئے صرف یہ ایک شرط بیان کی ہو کہ ”وہاں مسلمان اور ذمی مامون نہ رہیں“ بلکہ اصل حقیقت تو فقہاء کرام کے فتاویٰ سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ اصل شے احکام اسلامی کا جاری و ساری رہنا اور اگر یہ شرط مفقود ہو گئی تو دارالاسلام کی کوئی حیثیت نہیں۔

اسی طرح فقہاء کرام کے فتاویٰ اس بات پر بھی شاہد ہیں کہ کسی بھی جگہ کو دارالحرب یا دارالکفر سے استثناء صرف اسی صورت میں مل سکتا ہے جب کہ وہاں احکام اسلامی کا مکمل اجراء ہو اور قانون شریعت پوری طرح نافذ ہو۔

دارالامان کی تعریف:

چنانچہ جو لوگ صرف مسلمانوں کو ”امن“ اور دیگر شعائر اسلام (جمعہ و عیدین) کی ادائیگی کی اجازت دینے کی صورت میں کسی علاقہ کو (جیسا کہ آج کل ہندوستان، امریکہ اور دیگر یورپی ریاستوں کو) دارالامن یا دارالعہد قرار دینے کی مردود کوشش کرتے ہیں تو باتفاق سلف و صالحین یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دارالحرب میں ”امن“ تو مشروط ہی اس بات سے ہے کہ وہ دارالاسلام کی طرف سے دیا گیا ہو نہ کہ دارالحرب کی طرف سے از خود چند مسلمانوں کو امن دینے سے وہ ”دارالامان“ یا ”دارالعہد“ قرار پائے گا۔

بالفرض اگر مان لیا جائے کہ امریکہ و دیگر یورپی ممالک بشمول انڈیا، یہ سب ”دار الامان“ ہیں جیسا کہ طاہر القادری صاحب ہجرت حبشہ کی بے محل مثال دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہاں کفر کی حکومت باوجود مسلمانوں کو شعائر اسلام کی ادائیگی کی اجازت تھی لہذا علیٰ ہذا القیاس (جو کہ مردود ہے) امریکہ و دیگر یورپی ممالک بھی ”دار الامان“ ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ایک وہ علاقہ جہاں ایک طرف کفار کی طرف سے مسلمانوں کو شعائر اسلام مثلاً جمعہ و عیدین اور دیگر انفرادی احکام کی پابندی کی اجازت ہو، لیکن دوسری طرف اسی دار الامان پر حکمرانی کرنیوالے کفار بلاد اسلامیہ کے دوسرے علاقوں (کشمیر، افغانستان، عراق، بوسنیا، چیچنیا وغیرہ) میں بسنے والے مسلمانوں پر حملہ آور ہو جائیں، ان کی بستیوں کو تاراج کریں، ان کی کھیت کھلیانوں کو برباد کریں، ان پر آتش و آہن کی برسات کر دیں، لاکھوں مسلمانوں کو خاک و خون نہلا دیں... یا پھر اس دار الامان کے کفار اس کام میں دوسرے علاقے کے کفار کی مدد کر رہے ہوں تو کیا کفار کے ان علاقوں کو محض اس بنیاد پر کہ انہوں نے چند مسلمانوں کو چند شعائر اسلام کی ادائیگی کی اجازت اور امن دے رکھا ہے، دار الامان قرار دیا جاتا رہے گا...؟؟

اور دار الامان کے سلسلے میں ہجرت حبشہ کی جو مثال دی جاتی ہے، تو سوال یہ ہے کہ کیا حبشہ کے کفار نے مسلمانوں کے مقابلے میں قریش مکہ کا ساتھ دیا تھا اور ان کو پکڑ پکڑ کر کفار مکہ کے حوالے کر دیا تھا... یا انہوں نے دامے درمے سخنے مسلمانوں کی ہر ممکن مدد و نصرت کی تھی اور سب سے بڑھ کر بات یہ کہ شاہ حبشہ خود مسلمان ہو گئے تھے اور ان کے انتقال پر رسول اللہ ﷺ نے ان کا جنازہ ادا کیا۔

حقیقت حال یہ ہے کہ چاہے برطانیہ یا ہندوستان ہو، یورپی ریاستیں ہوں یا کفار کے دوسرے ممالک، شاذ و نادر ہی کوئی ملک ایسا ہو، جس نے مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کے نام پر ”اقوام متحدہ“ کے زیر سایہ پوری دنیا میں برپا کی جانے والی ”صلیبی جنگ“ میں کلیدی کردار ادا نہ کیا ہو یا اس میں کسی بھی طریقے کی فوجی، مالی، طبی اور لاجسٹک سپورٹ فراہم نہ کی ہو۔ خاص کر جس طریقے سے عالم کفر اور ان کے حاشیہ

بردار کلمہ گوء طواغیت نے امارت اسلامی افغانستان کے خلاف بالاتفاق ”مشرکہ صلیبی جنگ“ مسلط کی اس کی مثال تاریخ انسانی میں کم ہی ملتی ہے۔

لہذا یہ دلیل ہی کلیۃً آج باطل و مردود ہو گئی۔

اور آخری بات یہ کہ امریکہ و یورپی ممالک کو ”دار الامن“ قرار دینے کے لئے یہ دلیل دینا کہ ”وہاں مسلمان اور ذمی مامون نہ رہیں“ دراصل ان کے ذہنی توازن کی خرابی کی نشاندہی کرتا ہے کیونکہ مسلمان کے ساتھ ذمی کے بھی مامون و محفوظ رہنے کی جو شرط فقہاء کرام نے رکھی ہے، تو یہ بات تو کسی ادنیٰ سے طالب علم سے بھی مخفی نہیں کہ ”ذمی“ دار الاسلام کے ماتحت ہوتا ہے نہ کہ دار الحرب کے... ”اَقْلًا تَعْقِلُوْنَ“ کیا یہ اب بھی عقل سے کام نہیں لیں گے...؟؟

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا پر اجماع امت سے انحراف:

طاہر القادری صاحب جہاں ایک طرف احکام شریعت سے متعلق توازن کے ساتھ چلے آئے اجماع سے انحراف کیا بلکہ وہ اپنے بیرونی آقاؤں کی خوشنودی کے لئے اس قدر آگے بڑھ گئے کہ دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے رائج شدہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ”گردن زنی“ کی سزا میں یہ کہہ کر تخفیف و ترمیم کر دی کہ یہ سزا صرف مسلمانوں کے لئے ہے کافروں کے لئے نہیں۔ چنانچہ رمشا مسیح کیس کے معاملے میں اپنے بیرونی آقاؤں کی موجودگی میں ایک کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”ناموس رسالت کے قانون کا اطلاق غیر مسلموں پر نہیں ہوتا، چاہے وہ یہودی ہوں یا عیسائی یا دیگر اقلیتوں میں سے کوئی بھی ہو۔ اس کا تعلق صرف مسلمانوں سے ہے۔“

یہ ہے وہ انحراف جو کہ انہوں نے ناموس رسالت پر کیا جو کہ اجماع امت کے صریح خلاف ہے۔ چنانچہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا کیا ہے چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر، اس کو جان لیتے ہیں۔

خليفة راشد حضرت عمر بن عبد العزيز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُقْتَل، وذلك أنه من شتم النبي ﷺ فهو مُرْتَدٌّ عن الإسلام، ولا يشتم مسلماً النبي
(الصارم المسلول على شاتم الرسول ج ۱ ص ۱۲)

”جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے، اسے قتل کیا جائے کیونکہ وہ اس فعل سے
”مرتد“ ہو جاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کوئی مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی
جسارت نہیں کر سکتا۔“

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَيُّمَا مُسْلِمٍ سَبَّ اللَّهُ أَوْ سَبَّ أَحَدًا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَقَدْ كَذَّبَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَبِى رِدَّةٌ، يُسْتَتَابُ
فَإِنْ رَجَعَ وَإِلَّا قُتِلَ، وَأَيُّمَا مُعَاهِدٍ عَانَدَ فَسَبَّ اللَّهُ أَوْ سَبَّ أَحَدًا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ أَوْ جَهَرَ بِهِ فَقَدْ
نَقَضَ الْعَهْدَ فَاقْتُلُوهُ (الصارم المسلول على شاتم الرسول ج ۱ ص ۱۳۵)

”جو مسلمان اللہ تعالیٰ کو گالی دے یا کسی نبی کی شان میں بکواس کرے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
تکذیب کرنے والا ہوا اور یہ ”ارتداد“ ہے۔ لہذا اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اگر رجوع کرے تو ٹھیک
ورنہ قتل کر دیا جائے اور جو (کافر) معاہدہ عناد سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی شان میں گالی گلوچ کرے یا
کسی پیغمبر کو سب و شتم کرے یا ایسے کلمات علانیہ کہے تو وہ نقض عہد مرتکب ہوا، اس لئے اس کو قتل
کر دو۔“

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ کی شان میں تنقیص کرے، خواہ مسلمان ہو یا کافر،
واجب القتل ہے۔ میری رائے اس گستاخ کو قتل کیا جائے گا اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کی جائے
گا۔۔۔ (اسی طرح اگر) جو معاہدہ (ذمی) عہد شکنی کرے اور اسلام میں گستاخی جیسا فتنہ پیدا کرے وہ واجب

القتل ہے۔ کیونکہ مسلمانوں نے اس فتنہ انگیزی کی رخصت پر عہد ذمہ نہیں دیا۔ (الصارم)
المسلول علی شاتم الرسول)

مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ یمامہ اور اس گرد و نواح کے علاقے پر حکمران تھے۔ اس علاقے میں دو عورتیں تھیں ان میں ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والی تھی اور ایک مسلمانوں کی ہجو کرتی تھی۔ حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ نے دونوں کا ایک ایک ہاتھ کٹوا دیا اور سامنے کے دانت تڑوا دیئے۔ جب اس فیصلے کی خبر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے ان کو یہ خط لکھا:

بَلَّغْنِي الذِي (سرت) به في المرأة التي تَغْتَابُ وَزَمَرَتْ بِشْتَمِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَوْلَا مَا قَدْ سَبَقْتَنِي فِيهَا لِأَمْرَتِكَ بِقَتْلِهَا؛ لِأَنَّ حَدَّ الْأَنْبِيَاءِ لَيْسَ يَشْبَهُ الْحُدُودَ؛ فَمَنْ تَعَاطَى ذَلِكَ مِنْ مُسْلِمٍ فَهُوَ مُرْتَدٌّ أَوْ مُعَاهِدٌ فَهُوَ مُحَارَبٌ غَادِرٌ۔۔۔ فَإِنَّهُ بَلَّغْنِي أَنَّكَ قَطَعْتَ يَدَ امْرَأَةٍ فِي أَنْ تَغْتَابَ بِهَجَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَنَزَعْتَ ثِيَابَهَا، فَإِنَّكَ كَانَتْ مِمَّنْ تَدْعِي الْإِسْلَامَ فَأَدَبَ وَتَقَدَّمَ دُونَ الْمُثْلَةِ، وَإِنَّكَ كَانَتْ ذِمِّيَّةً فَلَعَمْرِي لَمَا صَفَحْتَ عَنْهُ مِنَ الشَّرْكِ أَعْظَمَ، وَلَوْ كُنْتَ تَقَدَّمْتَ إِلَيْكَ فِي مِثْلِ هَذَا لَبَلَّغْتَ مَكْرُوبًا، فَاقْبَلِ الدَّعَاةَ (الصارم المسلول علی شاتم الرسول)

”مجھے تمہارے فیصلے کا علم ہوا جو تم نے شان رسالت میں گستاخی کرنے والی عورت کے بارے میں کیا (کہ اس کا ہاتھ کٹوا دیا اور دانت تڑوا دیئے)، اگر تم مجھ سے پہلے ہی اس کو سزا نہ دے چکے ہوتے تو میں تم کو اس کے ”قتل“ کا حکم دیتا، کیونکہ انبیاء کرام کی شان میں گستاخی کی سزا عام لوگوں کی سزا کے مشابہ نہیں، اس لئے یاد رکھو، مسلمانوں میں سے جو کوئی بھی اس جرم کا مرتکب ہو تو وہ ”مرتد“ ہے، اگر معاہدہ (کافر) ایسی حرکت کرے تو حربی عہد شکن ہے۔۔۔ اسی طرح تم نے اس عورت کا بھی ہاتھ کاٹ دیا اور سامنے کے دانت نکل وادیئے ہیں جس نے گاکر مسلمانوں کی ہجو کی، اس سلسلہ میں قابل لحاظ یہ بات ہے کہ اگر وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتی تھی تو اس کے لئے تادیب و تعذیر ہی کافی تھی (قید و بند یا کوڑے وغیرہ کی سزا) مثلاً جائز نہ تھا اور اگر وہ ذمیہ تھی تو تم نے اس سے درگزر کیوں نہ کیا، اس کا مشرک ہونا تو اس سے بڑا جرم تھا اور اگر میں پہلے سے تم کو ہدایت نہ کر چکا ہوتا تو تمہارے ناگوار فیصلے کی نوبت تک نہ آتی۔“

یہودی سردار کعب بن اشرف کی ایذا رسانیوں اور کھلی گستاخیوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا:

مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ مُحَمَّدٌ بْنُ مُسْلَمَةَ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ ((صحيح البخارى ج ۱۰ ص ۲۳۱ رقم: ۲۸۰۶))

”کعب بن اشرف کو کون ٹھکانے لگائے گا؟ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔“
محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا اس بات کو آپ پسند کریں گے کہ اسے قتل کروں؟
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ہاں ٹھیک ہے!“۔

بالآخر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ایک خفیہ تدبیر کے ذریعے اس کو جہنم واصل کر دیا۔ چنانچہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کعب بن اشرف مسلمان نہیں بلکہ ایک یہودی سردار تھا۔

اس ضمن میں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ کعب بن اشرف کے قتل کئے جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

إِنَّهُ نَالَ مِنَّا الْأَذَى، وَبَجَانًا بِالشَّعْرِ، وَلَا يَفْعَلُ هَذَا أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا كَأَنَّ السَّيْفَ (الصارم
المسلول على شاتم الرسول ج ۱ ص ۶۴)

”کعب نے ہمیں اذیت دی، اشعار کے ذریعے ہماری ہجو کی لہذا جو کوئی اس جرم کا ارتکاب کرے گا تہ تیغ کیا جائے گا۔“

یہ ہے گستاخ رسول کی سزا کا اجماعی حکم جو کہ بیان کیا گیا، اور حیرت کی بات یہ ہے کہ طاہر القادری صاحب کا بھی یہی سابقہ موقف تھا۔ جس کو انہوں نے اپنے موجودہ موقف سے پہلے اپنی ایک تقریر میں یوں بیان کیا تھا:

طاہر القادری کی واپسی... پس پردہ حقائق اور عزائم

”جو بھی گستاخِ رسول کا مرتکب ہو، چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلم، مرد ہو یا عورت، مسلمان ہو، یہودی ہو، عیسائی ہو، ہندو ہو یا کوئی بھی ہو، جو گستاخِ رسول کا مرتکب ہو اس کی سزا موت ہے۔ اس کو کتے کی طرح سزائے موت دے دی جائے۔“

طاہر القادری صاحب کی شخصیت کس قدر منافقانہ اور دوغلی پن کی حامل ہے، ان تمام دلائل کے بعد اس پر کلام کی گنجائش نہیں۔ یہ منافقانہ اور دوغلی روش اس قدر واضح ہے کہ وہ میڈیا جو کہ احکام شرعیہ کے نفاذ کا دشمن ہے وہ بھی اس اس پر چپ نہ رہ سکا۔ دیکھئے:

<http://www.youtube.com/watch?v=0uuyyKGi5su8>

سونامی کی ناکامی کے بعد ایجنسیوں کا پیدا کردہ نیا نمونہ



<https://www.facebook.com/ahwaal/posts/494282193948078>

”میں سو فیصد سچا آدمی ہوں“

طاہر القادری کا دعویٰ

حقیقت کیا ہے درج ذیل لنک ملاحظہ فرمائیے

<http://www.youtube.com/watch?v=0uuyyKGi5su8>

علامہ طاہر القادری کو جان ایسپوز بیٹونامی امریکی کنٹرول کرتا ہے۔

پاکستان کے سب بڑے اخبار کا انکشاف

ایم عظیم میاں۔ واشنگٹن سے پاکستانی اخبار کے لیے اپنی تحریر میں لکھتے ہیں:

”علامہ ڈاکٹر طاہر القادری کی کینیڈا سے پاکستان واپسی اور لاہور میں جلسہ عام کا تخیل دینے والے اور اس کیلئے مالی و انتظامی تعاون کرنے والے سبھی علامہ صاحب کی پرفارمنس سے اور آخری لمحات تک تقریر کے متن اور مافی الضمیر میں مجوزہ تبدیلیوں سے بھی مطمئن ہیں۔“

میری معلومات کے مطابق سب سے زیادہ خوش اور مطمئن جارج ٹاؤن یونیورسٹی واشنگٹن کے پروفیسر جان ایسپوزیٹو (Esposito) ہیں جنہوں نے علامہ طاہر القادری کے دہشت گردی اور خود کش حملوں کے بارے میں 413 صفحات پر مشتمل انگریزی میں شائع کردہ فتویٰ کا پیش لفظ ہی نہیں لکھا بلکہ علامہ طاہر القادری کو امریکی حکومتی نظام سمیت متعدد اہم امریکیوں سے بھی متعارف کرایا اور اس سے آگے کے مراحل میں حتی المقدور تعاون کیا۔

1980ء کے عشرے میں اسلام کے بارے میں تدریس و تحقیق کیلئے مشہور امریکی یونیورسٹی ٹیمپل یونیورسٹی کے فلسطینی نژاد اعلیٰ پائے کے محقق پروفیسر اسماعیل فاروقی کی سرپرستی میں پی ایچ ڈی کے طالب علم جان ایسپوزیٹو اس وقت امریکہ کے سرکاری اور علمی نظام میں اسلام کے حوالے سے نہ صرف انتہائی محترم اور معتبر مانے جاتے ہیں بلکہ انسداد دہشت گردی کی حکمت عملی اور علمی امور میں ان کی رائے اور سفارش کو کلیدی اہمیت دی جاتی ہے وہ جارج ٹاؤن یونیورسٹی میں سعودی پرنس ولید کے نام کی چیئر پر بھی فائز ہیں ان کے استاد پروفیسر اسماعیل فاروقی اور ان کی اہلیہ یونیورسٹی کیمپس کی حدود میں ہی اپنی رہائش گاہ پر انتہائی پراسرار طور پر اچانک قتل کر دیئے گئے اور اس قتل کا معمہ میری معلومات کے مطابق آج تک حل نہیں ہوا۔ مرحوم سے مختلف اجتماعات میں مجھے ملاقاتوں اور مختلف موضوعات پر ان کی رائے جاننے کے مواقع ملے ان کی موت امریکہ میں مسلمان کمیونٹی کیلئے نہ صرف ایک عالم اور گائیڈ کی موت تھی بلکہ ان کے بعد ایک عرصہ تک مسلم کمیونٹی خود کو بے سہارا تصور کرتی رہی۔

بہر حال کینیڈین شہریت کے حصول کے بعد علامہ طاہر القادری اب جس اہتمام اور انتظام کے ساتھ پاکستان کے سیاسی اور عوامی منظر پر لوٹے ہیں یہ ان کی صلاحیتوں کا ایک منفرد اور اعلیٰ نمونہ ہے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے ثمرات سے مستفید ہونے والے (Beneficiaries of war on terror) سیاستدانوں، حکمرانوں اور ثمرات حاصل کرنے والوں میں سے کوئی بھی پاکستانی علامہ صاحب جیسی اعلیٰ صلاحیتوں کا اظہار یا کردار ادا نہیں کر سکا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی آمد اور تقریر سے حکمرانوں اور اپوزیشن میں کسی کو کوئی خطرہ محسوس نہیں ہو رہا بلکہ عمران خان بھی ان کی تقریر کے حوالے پیش کرتے دکھائی دے رہے ہیں۔ علامہ طاہر القادری نے نہ تو حکومت کو چیلنج کیا ہے اور نہ ہی اپوزیشن کی حمایت کی بلکہ آئین اور نظام کے حوالے سے پہلے سے طے شدہ انداز میں بات کی۔ پاکستان میں انتخابات کو رکوانے یا ملتوی کرنے کی بات بھی نہیں کی اور پھر 10 جنوری کے مارچ کا اعلان بھی کر دیا۔

بعض حلقے تجسس میں ہیں کہ علامہ طاہر القادری کا مشن کیا ہے؟ میری ناقص معلومات کے مطابق علامہ صاحب نہ تو سربراہ مملکت یا وزیراعظم بننے کیلئے آئے ہیں اور نہ ہی دہری شہریت کے حامل علامہ صاحب کو سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق اس کی اجازت ہے لہذا احباب خاطر جمع رکھیں علامہ صاحب اقتدار اور

انتخابی عہدے حاصل کرنے کی دوڑ میں نہیں ہیں بلکہ ان کا نعرہ ہی یہ ہے کہ سیاست نہیں ریاست بچاؤ۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ پاکستان میں انتخابات سے قبل نظام میں تبدیلی اور ریاست کو لاحق خطرات کا خاتمہ کرنے کا مشن مکمل ہو ہی نہیں سکتا لہذا پاکستان کے اہل اقتدار بلکہ اپوزیشن بھی کوئی خطرہ محسوس نہ کرے۔ علامہ صاحب کی پاکستان آمد نے دہشت گردی کی مخالف قوتوں میں بھی گروہی سیاسی دوریاں کم کی ہیں۔ ایم کیو ایم کے قائدین کی لاہور کے جلسہ میں موجودگی کا فیصلہ اور عمل اس کی ایک مثال ہے۔ وزیر اعلیٰ شہباز شریف کے شہر لاہور میں پُر امن اور منظم و کامیاب جلسے کا انعقاد بھی پیش نظر رہے ورنہ مخالفین کے جلسوں کو درہم برہم کرنے کے واقعات بھی تاریخ لاہور کا حصہ ہیں لہذا علامہ طاہر القادری نے دہشت گردی کے خلاف اپنے اس ضخیم فتویٰ کے اجراء اشاعت اور وسیع پیمانے پر اس کی مفت تقسیم کے ساتھ ساتھ کینیڈا میں بیٹھ کر گزشتہ ڈیڑھ سال یا اس سے زائد عرصہ میں اس انداز سے پاکستان آنے اور عوامی سطح پر اپنے مشن کی کامیابی کیلئے جو منظم تیاری کی تھی اس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔

اس کی ایک مثال نیویارک میں علامہ صاحب کے پہلے اجتماع کی تھی جس میں مجھے بھی شرکت کی دعوت تھی اور تمام مناظر دیکھنے کا موقع ملا۔ تقریباً 450 پاکستانی مرد و خواتین پر مشتمل اس اجتماع میں علامہ صاحب نے اردو کی بجائے انگریزی میں تقریر کی، اردو سمجھنے والوں کے مجمع سے انگریزی میں خطاب کی وجہ جاننے کے لئے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو ہال میں تقریباً 20 گوری نسل کے خوش لباس افراد ادھر ادھر کھڑے، بیٹھتے نظر آئے معلوم ہوا کہ علامہ صاحب کی بحفاظت آمد و رفت کیلئے یہ حضرات ڈیوٹی پر سرکاری اہلکار ہیں۔

علامہ صاحب نے بڑے مدلل انداز میں اپنے فتویٰ کے بارے میں دلیل، حوالے اور تاویل پیش کی مغرب کی نماز کا وقفہ ہوا تو نیویارک ریاست کے کاؤنٹر ٹیر رازم کے سربراہ امریکی اہلکار سے سامنا ہو گیا جو ایک پاکستانی سے محو گفتگو تھے لہذا مجھ سمیت بعض پاکستانیوں کیلئے یہ بات معممہ تھی کہ آخر پاکستانیوں کے مجمع میں صرف ڈیوٹی پر متعین چند امریکی اہلکاروں کی خاطر علامہ صاحب نے اردو کی دل نشینی کے بجائے انگریزی میں وعظ فرمانے کی ضرورت کیوں سمجھی۔

تقریب کے بعد علامہ صاحب نے مجھ سمیت چند پاکستانیوں سے ہال کے بالائی حصے میں ملاقات کر کے کرم فرمائی کی تو ان تمام گورے اہل کاروں کو اپنے آٹو گراف کے ساتھ فتویٰ کی ایک ایک کتاب بھی مفت دی اور پھر اس کے بعد نیویارک اور نیوجرسی میں کئی کئی ہزار پاکستانیوں کے اجتماع منعقد کرنے کے کامیاب تجربات بھی کئے گئے۔ بہر حال جان ایپیوزیٹو خوش اور مطمئن ہیں۔“

ایم عظیم میاں نے اپنے مضمون میں طاہر القادری کے بارے میں جو انکشافات کئے، اس سے زیادہ تہلکہ خیز بات یہ ہے کہ طاہر القادری کے جہاں آقا امریکی اہلکار ہیں، وہاں اس کے محافظ بھی امریکی سی آئی اے کے ایجنٹ بلیک واٹر کے اہلکار ہیں۔



اب پاکستان آنے کے بعد طاہر القادری جس انداز میں سیاسی کھیل کا ڈرامہ رچا رہے ہیں اور ریاست بچانے کا جو نعرہ بلند کر رہا ہے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ طاہر القادری بھی اس کفری جمہوری نظام کو بچانے کے لیے کوشاں ہے، جس نے پاکستان کو امریکہ کا غلام بنا رکھا ہے اور پاکستانی عوام کو مختلف معاشی و اقتصادی اور سیاسی و عسکری بحرانوں کے دلدل میں پھنسا کر رکھا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہر سیاستدان اور جمہوری مذہبی رہنما پاکستان کو حقیقی آزادی دلوانے کے لیے کوشاں رہنے کی بجائے اسے مزید امریکہ کی

غلامی میں دھکیلنے اور عوام کو فرضی انقلاب کا جھانسد دیکر جمہوری نظام کے شکنجے میں دوبارہ جکڑنے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔

طاہر القادری کی تمام تر جدوجہد پاکستانیوں میں بیدار ہونے والی اسلامی روح کو مار کر ان میں ذلت و رسوائی کی ایسی روح پھونکنا ہے کہ عوام کے سامنے حق و باطل مسخ ہو کر رہ جائے اور عوام کو یہ سمجھ ہی نہ آئے کہ کون حقیقی انقلاب لانے والے ہیں اور کون انقلاب کے نام پر انگریزوں کی غلامی کی زنجیروں کو مزید مضبوط اور مستحکم کرنے میں لگا ہوا ہے۔

ہم نے اس مقالے میں طاہر القادری صاحب کے چند بنیادی عقائد و افکار کی ذرا سی جھلک کو پیش کیا ہے جو کہ اہل ایمان کو اس کی سنگینی سے آگاہ کرنے کے لیے کافی ہے۔ اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ اس فتنے سے ہوشیار اور خبردار رہیں بلکہ اس فتنے کی سرکوبی کا کوئی سامان مہیا کریں۔

{ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونُوا فِتْنَةً وَيَكُونََ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ } (سورة الانفال: ۳۹)

”اور ان سے لڑتے رہو یہاں تک فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ ہی کے لیے ہو جائے۔“

پاکستان میں حقیقی انقلاب طاہر القادری جیسے سیاستدان نہیں لاسکتے ہیں، جو دن رات اپنے ایمان کا سودا کرتے ہیں اور قاتلوں و ظالموں سے مل کر عوام کو محض بیوقوف بنانے اور ان کے سامنے اپنا جھوٹا میج بنانے کے لیے جدوجہد کرتے ہیں۔

پاکستان میں عوامی انقلاب تب ہی آسکتا ہے جب پاکستانی عوام غدار سیاستدانوں کو چھوڑ کر ان پر اعتبار کرنے کا عمل مکمل طور پر ترک کر دیں چاہے وہ کون سا لبادہ اوڑھ کر آئے۔

یاد رکھیں! جو لوگ امریکہ اور انگریزی کا دم بھرتے ہیں، وہ خود غلام ہیں اور غلام خود آزاد نہیں ہوتا تو دوسروں کو وہ کس طرح آزادی اور ترقی و خوشحالی دے سکتا ہے۔

پاکستان کا مستقبل کو تبدیل کرنے کی استطاعت صرف اللہ کے مجاہدین بندے رکھتے ہیں جو امریکہ اور اس کے استعماری جمہوری نظام کیخلاف انقلاب برپا کر کے پاکستان میں اسلامی شریعت کے نفاذ کے لیے جہاد کر رہے ہیں۔ انہیں دنیا کا کوئی مفاد یا منصب نہیں چاہئے بلکہ وہ اللہ کی رضا کی خاطر جہاد کر رہے ہیں اور دشمنان اسلام سے دشمنیاں مول لیکر پاکستان کو حقیقی معنوں میں خوشحالی اور امن فراہم کرنے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔

ہم پاکستانی مسلمانوں کا فرض بتا رہے ہیں کہ ہم خیالی پلاؤں پکانے والے اور فرضی نعرے بازی کرنے والوں کی طرف مائل ہونے کی بجائے اپنی تمام تر توجہ اور جدوجہد پاکستان میں حقیقی انقلاب لانے والے مجاہدین کی طرف مرکوز کر دیں اور ان کے ساتھ جان و مال کے ساتھ تعاون کریں تاکہ اللہ مسلمانوں کو غلبہ اور کامیابی نصیب فرمائے، پاکستان میں حقیقی معنوں میں اسلام کا پرچم بلند ہو اور تمام شہری شریعت کے سائے تلے سکھ و چین اور امن و امان کے ساتھ زندگی خوشحالی و ترقی کے ساتھ گزار سکیں۔ آمین

اخوانکم فی الاسلام

<https://bab-ul-islam.net/forumdisplay.php?f=101>



باب الاسلام فورم کے روابط

<http://bab-ul-islam.net>

<https://bab-ul-islam.net>

<http://203.211.136.84/~babislam>

اہم نوٹ:

باب الاسلام فورم کو <https://> کے ساتھ استعمال کریں